رپورٹ

شعبۂ اردو، جامعہ کشمیر کی جانب سہ روزہ ورک شاپ بہ عنوان ''اردو اساتذہ کی صلاحیت سازی'' کا انعقاد

رپورٹ: ڈاکٹر اویس احمد/ڈاکٹر راکیش کمار

شعبہ اردو، جامعہ کشمیر کی جانب سہ روزہ (۲۱ تا ۲۳ نومبر، ۲۰۲۳ء) ورک شاپ کی افتتاحی نشست کا انعقاد پروفیسر نیلوفر خان، وائس چانسلر، جامعہ کشمیر کی زیرِ صدارت ای ایم ایم آر سی آڈی ٹوریم میں عمل میں لایا گیا۔ اس موقعے پر ڈاکٹر نثار احمد میر، رجسٹرار، جامعہ کشمیر اور جوائنٹ ڈائریکٹر اسکول آف ایجوکیشن محترم رؤف الرحمان بہ حیثیت مہمان ذی وقار موجود رہے۔ جب کہ بین الاقوامی شہرت یافتہ ادیب اور شاعر ڈاکٹر شفق سوپوری صاحب، پروفیسر عادل امین کاک، ڈین فیکلٹی آف آرٹس، جامعہ کشمیر مہمان خصوصی کے طور پر شریک رہے۔ صدر شعبہ اردو، پروفیسر عارفہ بشریٰ صاحبہ بہ حیثیت میزبان کی حیثیت سے شرکت رہیں۔ اس ضمن میں صدر شعبہ اردو، پروفیسر عارفہ بشریٰ صاحبہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے مہمانوں کا استقبال کرنے کے بعد ورک شاپ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (۲۰۲۰) کے پیش نظر اردو زبان کے جدید طریق ہائے تدریس کو بروئے کار لانے پر زور دیا۔ پروفیسر عادل امین کاک صاحب نے ورک شاپ کے انعقاد کے سلسلے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے شعبہ اردو کو مبارک باد دیتے ہوئے اردو زبان کی ترقی و ترویج میں ایک اہم رول ادا کرنے کے لیے مستقبل میں اس نوعیت کے پروگرام منعقد کرنے کی اُمید ظاہر کی۔ اُس کے بعد مہمان خصوصی ڈاکٹر شفق سوپوری صاحب نے اردو اساتذہ کی صلاحیت سازی کے سلسلے میں اس طرح کے ورک شاپ کے انعقاد کی اہمیت وافادیت پر زور دیتے ہوئے اردو زبان میں ہندوستانی مشترکہ تہذیبی و ثقافتی عناصر کو واضح کیا۔ ڈاکٹر نثار احمد میر صاحب نے مہمان ذی وقار کی حیثیت سے ورک شاپ کے حوالے سے اپنے زریں خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جامعہ کشمیر کی تعلیمی و تحقیقی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لیے اس طرح کے ورک شاپ کا انعقاد

وقت کی ضرورت ہے؛ لہٰذا اس طرح کی سرگرمیوں کے لیے جامعہ کشمیر کی انتظامیہ کا تعاون ہمیشہ رہے گا۔ آخر میں صدر محفل پروفیسر نیلوفر خان صاحبہ نے اپنے صدارتی خطبے میں شعبہ اردو کی خدمات کو سراہتے ہوئے ورک شاپ کی مبارکباد پیش کی۔ مزید یہ بھی کہا ہے کہ یہ ورک شاپ اس لیے بھی اہم ہے کہ اس میں جدید تکنالوجی اور تدریسی عمل کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ایک لائق ستائش قدم ہے۔ اُنھوں اُمید ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ شعبہ اردو، اردو زبان کو بین الاقوامی سطح پر مزید ترقی و ترویج دینے میں ایک اہم رول ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس موقعے پر شعبہ اردو کے فارغ التحصیل تین ریسرچ اسکالرس؛ ڈاکٹر عرفان رشید (عکس در عکس)، ڈاکٹر محمد یونس ڈار (متن سے معنی تک) اور الطاف احمد نظامی (تحریک آزادیٔ ہند اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری) کی کتابوں کی رسم رونمائی بھی انجام دی گئی۔ اس افتتاحی نشست کی نظامت کے فرائض شعبے کے اُستاد ڈاکٹر مشتاق حیدر صاحب نے خوش اسلوبی سے انجام دیئے جب کہ ڈاکٹر کوثر رسول صاحبہ نے تحریک شکرانہ ادا کرتے ہوئے سبھی مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ واضح رہے اس سہ روزہ ورک شاپ میں ۶۰ سرکاری و غیر سرکاری اسکولوں کے اردو اساتذہ کے ساتھ ساتھ شعبہ اردو، جامعہ کشمیر کے ۳۰ اسکالروں نے شرکت کی۔ اس افتتاحی نشست میں جامعہ کشمیر کے کئی اعلیٰ عہدہ داراں اور شعبہ جات کے صدور کے ساتھ ساتھ شعبہ اردو کے دیگر اساتذہ میں ڈاکٹر محمد ذاکر صاحب، ڈاکٹر ریاض احمد کمار صاحب، ڈاکٹر اُویس احمد صاحب، ڈاکٹر محمد یونس ٹھوکر صاحب، ڈاکٹر روحی سلطان صاحبہ اور ڈاکٹر راکیش کمار صاحب کے علاوہ ریسرچ اسکالروں اور طلبا نے شرکت کی۔

ورک شاپ کی پہلی تکنیکی نشست ۲۱ نومبر ۲۰۲۳ء کو دوپہر ۲ بجے سے ۴:۳۰ بجے تک شعبہ اردو، جامعہ کشمیر کے پروفیسر مجید مضمر ہال میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت ڈاکٹر شفق سوپوری صاحب اور ڈاکٹر جوہر قدوسی صاحب نے فرمائی۔ اس نشست کے ماہر مدرس ڈاکٹر محمد حسین زگر صاحب تھے جب کہ نظامت کے فرائض ڈاکٹر اُویس احمد نے انجام دی۔ ماہر مدرس نے ''اردو حروف تہجی کی شناخت: چند معروضات'' کے عنوان سے لکچر دیا۔

اُنھوں نے شرکا اساتذہ کو اردو حروف تہجی سے متعارف کراتے ہوئے یہ واضح کر دیا ہے کہ لسانیات اور صوتیات میں حروف تہجی کی اہمیت مسلم ہے، کیوں کہ حروف تہجی سے ہی کسی بھی زبان میں موجود آوازوں کو ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ اُنھوں نے اردو حروف تہجی کی شناخت کراتے ہوئے عربی اور فارسی سے مستعار حروف کے ساتھ ساتھ اردو میں وضع کیے گئے حروف کی تعداد بتاتے ہوئے اردو حروف تہجی کی کل تعداد کا تعین کیا، جو کہ ۳۶ بنتی ہے۔ اُنھوں نے مفرد حروف کے ساتھ ساتھ مرکب حروف تہجی کی بھی شناخت کرائی۔ جس سے اساتذہ اردو حروف تہجی (مفرد و مرکب) کی صحیح تعداد سے بھی واقف ہوئے۔ اُنھوں نے اردو حروف تہجی کی ابتدائی، وسطی اور آخری شکلوں کی شناخت اور اُن کی تشکیل کے ساتھ ساتھ اعراب و علامات یعنی زبر، پیش، زیر، تشدید وغیرہ کی وضاحت کرتے ہوئے حروف تہجی کے درست تلفظ سے اساتذہ کو واقف کرایا۔ اُنھوں نے اردو کے صوتی نظام کا تذکرہ کرتے ہوئے اردو کے کل صوتیوں کی تعداد بتاتے ہوئے مصوتی اور مصمتی آوازوں سے اساتذہ کو واقف کرایا۔ جس کا مقصد اردو اساتذہ کو آوازوں کی تشکیل، ادائیگی اور ترسیل سے واقف کرانا تھا۔ علاوہ ازیں اُنھوں نے مصوتوں اور مصمتوں کی جائے تکلم اور طرزِ تکلم سے متعلق بھی سیر حاصل گفتگو کی۔ اس ضمن میں اُنھوں نے دولبی، دندانی، معکوسی، حنکی اور غشائی کے ساتھ ساتھ بندشی، صفیری، پہلوی، ارتعاشی اور انفی آوازوں سے اساتذہ کو واقف کرایا۔ لکچر کے اختتام کے فوراً بعد وقفۂ سوالات میں اردو حروف تہجی کی شناخت اور اُن کی درست ادائیگی میں حائل دُشواریوں پر شرکا اساتذہ نے کئی اہم سوالات اُٹھائے۔ وقفۂ سوالات کے بعد شرکا اساتذہ سے عملی کام بھی کروایا گیا اور آخر پر صدور صاحبان نے اپنے تاثرات میں موضوع کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اردو اساتذہ کو اردو حروف تہجی کی شناخت اور اُن کی تشکیل میں مہارت حاصل کرنے پر زور دیا۔

دوسری تکنیکی نشست ۲۲ رنومبر ۲۰۲۳ء کو صبح ۱۰:۳۰ بجے سے ۱:۳۰ تک منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت صدر شعبہ کشمیری، جامعہ کشمیر پروفیسر محفوظہ جان صاحبہ، پرنسپل ہندواڑہ کالج محترم مشتاق سوپوری صاحب اور ڈاکٹر نصرت جبین صاحبہ نے فرمائی۔ اس نشست کے ماہر مدرسین ڈاکٹر محی الدین زور کشمیری اور ڈاکٹر فیض قاضی آبادی تھے؛ جنھوں نے

بالترتیب ''اردو تدریس کے مسائل اور امکانات'' اور ''طلبا میں انشا پردازی کی مہارت پیدا کرنا'' پر لکچر ز دیئے۔ نشست کی نظامت ڈاکٹر محمد ذاکر صاحب نے انجم دی۔ محی الدین زور کشمیری نے اپنے لکچر میں اس بار پر ارتکاز کیا کہ اردو اساتذہ کو واقف کار کے ساتھ ساتھ صلاحیت ساز بننے کی کوششیں کرنا چاہیے۔ اُنھوں نے شرکا اساتذہ کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرائی کہ تدریس کا مقصد محض حصول زر نہیں ہونا چاہیے۔ اُنھوں نے شرکا اساتذہ کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ اپنے آپ کے ساتھ ساتھ تدریسی عمل کو بھی جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں۔ اُنھوں نے اردو تدریس کو جدید تکنالوجی سے جوڑنے کے کئی اہم اور کارگر طریقوں سے اردو اساتذہ کو واقف کرایا اور اسے محض ایک مفروضہ قرار دیا کہ اردو تدریس کو جدید تکنالوجی سے نہیں جوڑا جاسکتا ہے۔ ہاں البتہ اس بات کو بھی ذہن نشین کرایا ہے کہ موجودہ سرکار اگر چہ تدریسی عمل کو جدید اختراعی مہارتوں سے ہم آہنگ کرنے کی حتی المقدور کوششیں کرتی ہیں تاہم اُن مہارتوں کا علم اردو اساتذہ میں کسی حد تک مفقود نظر آتا ہے۔ یعنی جدید تکنالوجی کے تمام وسائل اسکولوں میں دستیاب تو ہوتے ہیں لیکن اُن کے استعمال کی جانکاری ہمارے اساتذہ کو حاصل نہیں ہے۔ اُنھوں نے اردو اساتذہ کو اپنے اندر وہ تمام صلاحیتیں پیدا کرنے کی تلقین کی جس سے تدریسی عمل میں حائل تمام رکاوٹوں کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔ اُنھوں نے اردو تدریس کے مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے اس بات پر ارتکاز کیا کہ بعض تدریسی مسائل کا براہ راست تعلق موضوع سے متعلق محدود جانکاری ہے۔ اُنھوں نے بہتر تدریسی عمل کے لیے موضوع سے متعلق پوری اور مستند جانکاری کو مشروط قرار دیا۔ علاوہ ازیں اُنھوں نے اردو نصاب میں متنوع موضوعات (سائنسی، تاریخی، اخلاقی) کو متعارف کرانے کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ اسکولوں اور کالجوں کی کتب خانوں میں دوسرے مضامین کی طرح اردو زبان و ادب کی کتابوں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہونی چاہیے۔ اُنھوں نے ابتدائی اور ثانوی سطح پر اردو زبان کی تدریس کو بہتر بنانے کے لیے درپیش تدریسی مسائل کو حل کرنے کی تجاویز پیش کیں تاکہ اردو زبان کے پھلنے اور پھولنے کی گنجائش بڑھ جائے۔ اُنھوں نے اپنے لکچر کا اختتام اس بات پر کیا کہ اردو زبان کو دوسرے مضامین کی طرح روزگار سے جوڑنے کی

ضرورت ہے؛ روزگار کے وسائل یا مواقع فراہم ہونے سے اس زبان کی ترقی وترویج میں مزید تقویت پہنچے گی۔ ڈاکٹر فیض قاضی آبادی صاحب نے طلبا میں انشا پردازی کی مہارت کو بڑھانے کے لیے ذوق مطالعہ، تفکر، مشق اور مشورے لازمی جز قرار دیئے ہیں۔ کیوں کہ غور وفکر سے ہی عبارت میں جان آتی ہے اور مشق نہ صرف عبارت کو نکھار سکتی ہے بلکہ تمام تر کوتائیوں کو بھی دور کر سکتی ہے۔ ماہرین فن یا انشا پردازی کے فن پر دستیاب کتابوں کے مطالعے سے اردو اساتذہ بچوں میں انشا پردازی کی مہارت کو پیدا کر سکتے ہیں۔ اُنھوں نے اس بات پر بھی ارتکاز کیا ہے کہ اُستاد کو عبارت کے تمام تشکیلی عناصر کا علم ہونا چاہیے اور اُن عناصر کی منظّم ترتیب و تنظیم سے بھی واقفیت ہونی چاہیے۔ اُس کے بعد مشق یعنی مسلسل عبارت لکھنے کا ناگزیر عمل ہی عبارت کی جملہ خصوصیات کو یکجا کر سکتا ہے۔ اُنھوں نیشرکا اساتذہ کو انشا پردازی کے تین بنیادی سوالات ہیں: کیوں لکھیں؟ کیا لکھیں؟ اور کیسے لکھیں؟ سے بھی واقف کرایا۔ یعنی عبارت علم اور تجربے کی تشہیر و تبلیغ کے لیے لکھی جاتی ہے، جس موضوع سے دلچسپی ہوتی ہے؛ وہی لکھا جاتا ہے اور غیر معمولی طرز نگارش اور منفرد اسلوب میں لکھا جاتا ہے۔ بچوں میں انشا پردازی کی مہارت پیدا کرنے کے لیے اُنھوں نے کئی اہم طریق کار پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ مثال: بچوں کو زبان سے محبت پیدا کی جائے، خوش خط لکھنے کی ترغیب دی جائے، حروف کی کئی تشکیلی صورتیں یعنی مفرد، مرکب، سہ حرفی سے واقف کرانے کے بعد مختصر جملے بنانے کی مشق کرائی جائے۔ علاوہ ازیں اشعار کی تشریح اور مضامین کے خلاصے بچوں سے لکھوائیں۔ مطالعے کے لیے آسان کتابیں فراہم کی جائیں۔ اس طرح ماہر مدرس نے شرکا اساتذہ کو کئی اہم طریقوں سے واقف کرایا جن سے بچوں میں انشا پردازی کی مہارت پیدا کی جا سکتی ہے۔ لکچر کے اختتام پر وقفہ سوالات میں شرکار اساتذہ نے کئی اہم سوالات قائم کیے جو نشست میں زیر بحث لائے گئے۔ اُس کے بعد شرکا کو دونوں لکچرز کا عملی کام تفویض کیا گیا۔ آخر پر صدور صاحبان نے دونوں موضوعات کے اہم نکات پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے مثبت تاثرات کا اظہار کیا۔

تیسری تکنیکی نشست ۲۲ رنومبر، ۲۰۲۳ء کو دوپہر ۲ بجے سے ۴:۳۰ تک منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت صدر شعبہ فارسی پروفیسر جہانگیر اقبال صاحب، ڈاکٹر محی الدین زور کشمیری

صاحب، ڈاکٹر شبینہ پروین صاحبہ اور محترم سلیم سالک صاحب نے فرمائی۔ اس نشست کے ماہر مدرس محترم میر ساجد رمضان صاحب تھے؛ جنھوں نے ''اردو اساتذہ اور جدید تدریسی مہارتیں'' کے عنوان سے لکچر دیا۔ نشست کی نظامت ڈاکٹر راکیش صاحب نے کی۔ ماہر مدرس نے اپنے لکچر کے دوارن اردو اساتذہ کے تدریسی عمل میں جدید تدریسی مہارتوں پر ارتکاز کرنے پر زور دیا ہے۔ اُنھوں نے اُن تمام اُمور کو احاطے میں لیا، جن سے اردو درس وتدریس میں جدید تدریسی مہارتیں حاصل کر کے تدریسی عمل کو مزید موثر اور ثمر آور بنانے کے امکانات روشن ہو سکتے ہیں۔ اُنھوں نے اردو اساتذہ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ محض کسی موضوع پر اچھی گرفت ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ایک اُستاد عمدہ ترسیلی مہارتوں کا بھی واقف کار ہونا چاہیے۔ نتیجے کے طور اُنھوں نے اپنے لکچر میں اردو اساتذہ کے لیے جدید تدریسی مہارتوں کو ناگزیر قرار دیا۔ اُنھوں نے اس طرف بھی اساتذہ کی توجہ دلا دی کہ درس وتدریس کو جدید طریقوں سے جوڑنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بچوں کے اندر مطالعے کے دلچسپی کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق بھی پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس ضمن میں اُنھوں کسی بھی موضوع کی تدریس کو دلچسپ اور موثر بنانے کے لیے کئی اہم مہارتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ مثال: اُستاد کو چاہیے کہ وہ اپنے موضوع سے متعلق تمام تفصیلات اور وضاحتیں بیان کرے، جس سے بچے پوری طرح اُس موضوع سے متعلق واقف کار ہوجائیں۔ اُس کے بعد بچوں کو جانچنے کا مرحلہ ہے، جس کے تحت ایک اُستاد اس چیز کا پتا لگا سکتا ہے کہ بچے کس حد تک موضوع کو سمجھ گئے ہیں۔ یعنی بچوں کو جانچنے کی مہارت ایک اُستاد کو ہونی چاہیے۔ اسی طرح اُنھوں نے ایک اصطلاح ''سبپل'' (س، ب، پ، ل) یعنی سین سے سننا، بے سے بولنا، پے سے پڑھنا اور لام سے لکھنا؛ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان چار سطحوں پر ایک اُستاد کو مہارت ہونی چاہیے کہ وہ بچوں کے اندر مذکورہ صلاحیتیں کیسے پیدا کرسکتا ہے۔ علاوہ ازیں اُنھوں نے بچوں کے اندر تخلیقی، تنقیدی اور ترسیلی سوچ پیدا کرنے پر بھی ارتکاز کیا ہے۔ یہ ایک اُستاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ ابتدائی اور ثانوی سطح سے ہی بچوں کے اندر تخلیقی اور تنقید سوچ پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

چوتھی نشست ۲۳ / نومبر، ۲۰۲۳ء کو صبح ۱۰:۳۰ بجے سے ۱۰:۳۰ تک منعقد ہوئی۔

نشست کی صدارت صدر شعبہ ہندی پروفیسر زاہدہ جبین صاحبہ، پروفیسر معراج الدین صاحب، ڈاکٹر الطاف انجم اور ڈاکٹر محمد اسلم چودھری صاحب نے فرمائی۔ اس نشست کے ماہر مدرس محترم شاکر شفیع صاحب تھے؛ جنھوں نے ''تدریس نثر'' کے عنوان پر لکچر دیا۔ نشست کی نظامت ڈاکٹر ریاض احمد کمار صاحب نے کی۔ ماہر مدرس نے تدریس نثر کے مقاصد کو واضح کرتے ہوئے شرکا اساتذہ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ نثر کی تدریس کے بعد طلبا اس قابل ہو جانے چاہیے کہ وہ کسی بھی عبارت کو درست تلفظ کے ساتھ پڑھ سکیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اُن کے ذخیرۂ الفاظ میں وسعت پیدا ہو اور وہ نئے الفاظ کے ساتھ ساتھ مرکبات، تراکیب، محاورات اور ضرب الامثال سے واقف ہو جائیں۔ اُنھوں نے نثر کی تدریس کے مقاصد پر بات کرتے ہوئے کہا کہ بچے عبارت کی لفظی و معنوی خوبیوں کو نہ صرف سمجھیں بلکہ لطف اندوز بھی ہو جائیں۔ اس ضمن میں اُنھوں نے کئی اہم طریق ہائے تدریس کا تذکرہ کیا ہے، جن سے نثر پاروں کی تدریس کو نہ صرف آسان بلکہ موثر بنایا جا سکتا ہے۔ مثال: پہلے مدرس خود عبارت کی قرأت درست تلفظ اور مناسب لہجے میں کرے؛ جو آواز کے زیر و بم اور رفتار کی متقاضی ہے۔ اُس کے بعد بچوں سے قرأت کرائے اور جہاں جہاں اُن سے غلطیاں سرزد ہوں، اُن کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اِس کے بعد عبارت کی تفہیم کا مرحلہ آتا ہے؛ جس میں عبارت کے مفاہیم و مطالب، الفاظ کے لغوی و اصطلاحی معنی؛ نیز مترادف اور متضاد الفاظ کے ساتھ ساتھ استعارات و تشبیہات کو سمجھایا جاتا ہے۔ لکچر کے اختتام پر شرکا اساتذہ نے نثر کی تدریس کے بنیادی اور اہم مسائل کو اُٹھایا؛ جس پر اچھی بحث و تمحیث ہوئی۔ وقفۂ سوالات کے بعد شرکا ر اساتذہ کو عملی کام دیا گیا۔ آخر پر صدور صاحبان نے اپنے صدارتی کلمات میں شرکا اساتذہ کو اُن تمام صاحیتوں کو اُبھارنے کی تلقین کی جن سے تدریسی عمل کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

پانچویں تکنیکی نشست ۲۳ رنومبر، ۲۰۲۳ء کو دوپہر ۲ بجے سے ۴:۳۰ تک منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت ڈین فیکلٹی آف آرٹس، جامعہ کشمیر پروفیسر عادل امین کاک صاحب، صدر شعبہ اردو، پروفیسر عارفہ بشریٰ صاحبہ، پروفیسر روبی زتشی صاحبہ اور ڈاکٹر راشد عزیزی صاحب نے فرمائی۔ اس نشست کی ماہر مدرس ڈاکٹر نصرت جبین صاحبہ تھی؛ جو مرکزی جامعہ

کشمیر میں اپنی تدریسی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اُنھوں نے ''تدریس نظم تقاضے اور حکمت عملی'' کے عنوان سے لکچر دیا۔ اس نشست کی نظامت ڈاکٹر محمد یونس ٹھوکر صاحب نے انجام دی۔ ماہر مدرس نے پہلے نظم اور نثر کے بنیادی فرق کو سمجھایا۔ دونوں کی بنیادی خصوصیات کے ساتھ ساتھ مغائرات پر بھی روشنی ڈالی۔ اُنھوں نے نظم کے تقاضوں کا ذکر کرتے ہوئے مدرس کے لیے شاعری کی روایت سے واقفیت، نمائندہ نظم گو شعرا کی نظموں سے شناسائی، شعر فہمی کے جمالیاتی شعور، نظم کی قرأت مثلاً: تحت اللفظ اور ترنم وغیرہ سے واقفیت کو ناگزیر قرار دیا۔ علاوہ ازیں مدرس نظم کی خارجی صورت حال یعنی ہیئت کے ساتھ ساتھ نظم کے داخلی نظام سے بھی واقف ہونا چاہیے۔ خارجی صورت حال میں پابند، آزاد، معریٰ، مسدس، مخمس اور مثمن وغیرہ کے ساتھ ساتھ نظام قوافی اور ردیف بھی شامل ہے جب کہ داخلی صورت حال یعنی نظم کے داخلی نظام میں شعر کے آہنگ، موضوعاتی حسن کی ترسیل، موضوع کی تمام جہات کو منکشف کرنے کی صلاحیت اور باہمی معنوی ارتباط کو گرفت میں لانا شامل ہے۔ اسی طرح اُنھوں نے شعر کی قرأت کے تقاضوں میں لفظ کا درست تلفظ، استعارات، تشبیہات اور تراکیب کی نشان دہی پر اچھی گرفت اور لفظ کو اُس کے فطری اور مناسب لہجے میں ادا کرنے کی واقفیت کو بھی نظم کی تدریس میں ناگزیر عمل قرار دیا ہے۔ اُس کے بعد شعر کے مفہوم سے بچوں کو واقف کرائیں۔ اس ضمن میں شعر کی آسان تشریح بتا دی جائے اور بچوں سے بھی کروائی جائے۔ اُس کے بعد نظم کے مرکزی خیال سے بچوں متعارف کرایا جائے۔ جب کہ ثانوی سطح پر نظم کی تاریخ، خلاصہ اور مشکل الفاظ کے معنی کے ساتھ ساتھ کئی معنیاتی جہات سے واقف کرایا جائے۔ لکچر کے بعد شرکا اساتذہ کو عملی کام کے طور کئی نظمیں دی گئیں۔ اُس کے بعد صدور صاحبان نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے نظم کی تدریس کے طریق کار کا اعادہ کرتے ہوئے تدریسی عمل کو موثر بنانے کی تلقین کی۔ اُس کے بعد تقسیم اسناد کی تقریب کا انعقاد ہوا جس کی صدارت ڈین فیکلٹی آف آرٹس، پروفیسر عادل امین کاک صاحب، صدر شعبہ اردو، پروفیسر عارفہ بشریٰ صاحبہ اور روبی زتشی صاحبہ نے فرمائی۔

❖❖❖

سہ روزہ ورکشاپ بعنوان ''اردو اساتذہ کی صلاحیت سازی'' کے حوالے سے پروفیسر عارفہ بشریٰ کے صدارتی کلمات:

اردو ہندوستان کی مشترکہ تہذیبی وراثت کی ایک ایسی زبان ہے جو رواداری، محبت، قومی یگانگت اور اتحاد پسندی کا درس ہمیشہ سے دیتی آئی ہے۔ یہ ایک لینگوا فرینکا (Lingua Franca) زبان ہے۔ یہ جنوبی ایشیا کی ایک معتبر، طاقتور، مقبول و معروف اور عظیم زبان بھی ہے۔ یہ لسانی اعتبار اور زبان، تلفظ، املا و انشا اور نثر و نظم کی اپنی انفرادیت کے اعتبار سے ہر دور میں بہت اہم زبان کے طور پر تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ ہر عہد میں اس کی مقبولیت و اہمیت مسلم رہی ہے۔ یہ ہندوستان کی اہم ترین اور مقبول ترین قومی زبانوں میں اپنی انفرادیت سے جانی اور پہچانی جاتی ہے۔ اردو اپنی شیرینیت، جاذبیت، شائستگی و نغمگی اور رنگارنگی سے ہندوستان کی تمام زبانوں میں ایک الگ مقام رکھتی ہے۔

اردو ایک ایسی زبان ہے جس کے فروغ سے کسی بھی دوسری زبان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اور اردو کا یہ وہ انفراد ہے جو اس کے حسن کو مزید دوبالا کرتا ہے۔ زندگی کے اسرار و رموز اور کائنات کی نیرنگیوں کو اردو نے جس طرح سے اپنے دامن میں سمیٹ رکھا ہے اس کی دوسری کوئی نظیر دیکھنے کو نہیں ملتی۔

عہد حاضر میں اردو کا بول بالا نہ صرف ہندوستان میں ہے بلکہ اردو کی نئی بستیوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ امریکہ، برطانیہ، ماریشس، کناڈا، ڈنمارک، ملیشیا، دوحہ وقطر، ملیشیا، بحرین، روس اور روس سے الگ ہوئے کئی ممالک کے ساتھ ساتھ ناروے، سوئیڈین وغیرہ متعدد بیرونی ممالک میں اردو اپنی موجودگی کو مستحکم کر رہی ہے۔ اور مسلسل اپنی روشنی پھیلا رہی ہے۔ گویا اس کی مقبولیت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

زبان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ اس کی کوئی سرحد بھی نہیں ہوتی۔ پھر بھی اس تعلق سے اردو کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے لیکن اردو کی صحت پر اس کا آج تک کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا۔ ہر زبان نشیب وفراز کے دور سے گزرتی ہے۔ اردو بھی نشیب وفراز سے گزرتی رہی ہے لیکن سچ تو یہ ہے کہ نشیب وفراز سے اردو مزید نکھر کر سامنے آئی ہے اور ہر زمانے میں

اس کی دھوم رہی ہے۔ بقول داغ دہلوی:

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

ہندوستان میں اردو کشمیر سے کنیا کماری تک اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے بولنے والے پہلے بھی زیادہ تھے، آج بھی ہیں اور کل بھی رہیں گے۔ آج اردو کا تقاضا یہ ہے کہ اسے بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ اور اس کی ترویج واشاعت، اس کے فروغ اور درس وتدریس کے لیے ہم اساتذہ کی ذمہ داری سب سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

کشمیر نے ہمیشہ سے ہی اردو کے فروغ کے لیے کلیدی رول ادا کیا ہے۔ شعبہ اردو، کشمیر یونیورسٹی کے ہمارے بہت سے اساتذہ نے بھی اردو کے لیے سنجیدگی سے کام کیا ہے۔ آج اردو کے سامنے بہت سے چیلنجز ہیں۔ اردو سبجیکٹ(Urdu Subject) کے درس وتدریس کے اپنے بہت سے مسائل بھی ہیں۔ اسکولی سطح پر اردو کے اساتذہ کے جہاں اپنے مسائل ہیں وہیں طلبا اور طالبات کو بھی گوناگوں مشکلات کا سامنا ہے۔ ان مسائل کا حل وقت کا ایک اہم تقاضا ہے۔ یہی وہ فکر ہے جس کے تحت خطہ کشمیر کے اساتذہ کے تدریسی شعبے میں بہتر تربیت کے لیے اس سہ روزہ ورکشاپ بعنوان "اسکولی سطح پر اردو اساتذہ کی صلاحیت سازی"(Capacity Building Of School Level Teachers) کا انعقاد کیا گیا ہے۔ اس توقع اور یقین کے ساتھ کہ اس ورکشاپ سے اردو اساتذہ کے درسی اور تدریسی عمل(Teaching and Learning Process) کو بہتر اور فعال بنانے کی سمت میں نہ صرف کافی مدد ملے گی بلکہ اس کی روشنی دور دور تک پھیلی گی اور دوسرے اساتذہ بھی فیض یاب ہوں گے۔ اس نوع کے ورکشاپ کی ضرورت بہت پہلے سے محسوس کی جارہی تھی۔ شعبہ اردو کی خواہش تھی کہ اساتذہ کی صلاحیت سازی کے لیے ورکشاپ کا اہتمام کیا جائے۔ اور اس خواہش کی تکمیل ہماری ہر دلعزیز اور فعال وائس چانسلر پروفیسر نیلوفر خان صاحبہ کی خصوصی دلچسپی سے ممکن ہوسکی ہے۔ اردو کے تئیں ان کی خصوصی دلچسپی ہمیشہ رہتی ہے۔ ہم ان کے تعاون کے لیے بے حد شکر گزار ہیں۔

اسکولی سطح پر اردو اساتذہ کی صلاحیت سازی کے اس سہ روزہ ورکشاپ میں کم وبیش

تیں اسکولوں کے اساتذہ شرکت فرما رہے ہیں جو خطہ کشمیر کیا ساتذہ کی ایک تسلی بخش تعداد ہے۔ اس ورکشاپ کا انعقاد نئے تعلیمی نظام 2020 (New Education System) کے مدنظر کیا گیا ہے جس کو باعمل اور کارگر بنانے کے لیے ہم نے کشمیر کے ہی تقریباً دس ایسے ادبا، محققین اور ماہرین کو مدعو کیا ہے جن کا شمار اردو زبان و ادب کے درس و تدریس کے دانشوروں میں ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان کے لکچرز سے تمام اساتذہ ضرور مستفید ہوں گے۔

اس سہ روزہ ورکشاپ (Workshop) کے انعقاد کا جواز یہ ہے کہ خطہ کشمیر میں اسکولی سطح کے اردو اساتذہ کی صلاحیتوں کو مزید نکھارا جا سکے۔ اور نئے تعلیمی نظام کے تحت ان کی صلاحیت سازی کے عمل کو یقینی بنایا جا سکے۔

اس سہ روزہ ورکشاپ کے اساسی نکات (Fundamentals) حسب ذیل ہوں گے:

1: جموں و کشمیر میں اسکولی سطح پر درس و تدریس کے درپیش مسائل و مشکلات (Problems and difficulties) پر غور و فکر اور ان کا حل تلاش کرنا۔

2: اردو اساتذہ کے تدریسی طریقہ کار (Teaching Methodology) کا جائزہ لینا۔

3: اردو اساتذہ کی موجودہ صلاحیت و استعداد کا جائزہ اور اسے مزید بہتر بنانے کے لیے غور و خوض کرنا۔

4: طلبا و طالبات میں اردو کے تئیں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے ایک سازگار ماحول بنانے پر تبادلہ خیال

5: طلبا و طالبات کی تعلیمی صلاحیتوں کو بہتر سے بہتر کرنے کے لیے غور و فکر کرنا۔

6: طلبا و طالبات کے اندر اساسی اقدار اور روایات کو فروغ دینے پر گفتگو

7: اسکولی سطح پر اردو کے نصابات (Texts) کو آسان اور دلچسپ بنانے کے لیے از سر نو تبادلہ خیال

8: تدریسی نثر، تدریسی نظم،، تدریسی انشا اور قواعد کے تدریسی طریقہ کار کو آسان بنانے پر

اصرار

9: سرکاری اور غیر سرکاری اسکولوں کے اردو اساتذہ کے درمیان اردو کی بہتر تعلیم کے لیے باہمی روابط کو مضبوط بنانے پر خصوصی بات چیت

10: ممکن ہو سکے تو اسمارٹ کلاسز کے لائحہ عمل پر غور وخوض کرنا۔

علاوہ ازیں ہمیں اس ورکشاپ کے ذریعے یہ کوشش کرنی ہے کہ ہندوستانی پس منظر میں اردو الفاظ کی ادائیگی پر ہم زور دیں۔

ہم اساتذہ اپنے کلاس روم کے ماحول (Class room environment) کو دوستانہ بنائیں تاکہ طلبا وطالبات میں اردو سے دلچسپی پیدا کر سکیں۔ اردو کو ایک مشکل زبان بنا کر نہ پیش کریں۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اس ورکشاپ کی مدد سے ہماری یہ ذمہ داری بھی ہونی چاہیے کہ اردو کو ورثے کی زبانوں میں سے ایک زبان کے طور پر سمجھیں اور اس کی اہمیت پر زور دیں۔ ساتھ ہی ساتھ اساتذہ کو اس بات کا مشاہدہ بھی کرنا چاہیے کہ دوسرے ممالک نے اپنی ثقافتی زبان (Cultural Language) کو کس طرح قائم کیا ہے، اس پر غور وفکر کر کے اردو کے لیے ہمیں کام کرنا چاہیے۔

اسکولوں میں پرائمری اور ثانوی ثانوی دونوں سطحوں پر، گرائمر کی جو غلطیاں طالب علم تحریری طور پر کرتا ہے ان کی طرف ہماری توجہ زیادہ ہونی چاہیے۔

ہم سب کو لسانی اور ثقافتی اختلافات میں نہ پڑ کر اردو کی ترقی کی فکر کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ اختلافات بہت نقصان پہنچاتے ہیں۔

اگر اساتذہ بچوں میں جملے کی ساخت، قواعد اور املا کی غلطیاں وغیرہ کے قواعد سیکھنے پر توجہ دیں تو اس سے اچھی بات کوئی نہیں ہو سکتی۔ اردو زبان بولنے، لکھنے اور پڑھنے کے تعلق سے ہمارے سامنے جو مشکلات ہیں

ان پر قابو پانے کے لیے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ پرائمری لیول (Primary Level) سے ہی طالب علم کو تربیت دیں تاکہ آگے چل کر مزید مشکلات سے بچ سکیں۔ اردو سکھانے والے اگر تربیتی ادارے ہمارے درمیان ہیں تو ہمیں ان اداروں کا جائزہ بھی لینا چاہیے۔

اردو کی درست تعلیم کے لیے ہم سب کو ایک فریم ورک (Framework) بنا کر کام کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے اساتذہ کی قابلیت اور صلاحیت کو بڑھانے کے لیے پیرامیٹرز (Parameters) ترتیب دینے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ جو معیارات کی نشاندہی کی بنیاد پر ہوں۔ نیز اسکولی سطح کے اساتذہ کو کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تربیتی پروگراموں میں شامل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ رہنمائی کے ذریعے تشخیص حاصل کر سکیں۔

اگر اساتذہ اردو تدریسی طریقہ کار اور سبق کی تربیت کو ترجیح دیں تو طلبا و طالبات میں اردو پڑھنے کے لیے دلچسپی بڑھے گی۔ ساتھ ہی ساتھ اردو کی بنیادی معلومات کے حساب سے اساتذہ کے علم کو اپ گریڈ کرنے پر بھی ہم سب کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

آخر میں یہ کہوں گی کہ اس ورکشاپ کے انعقاد کے جواز پر آپ سب اساتذہ ایک بار ضرور سر جوڑ کر سوچیں۔ بچوں کے ذہن و دل میں اردو کو اتارنے کے لیے اردو کے تدریسی عمل کو آسان اور نصابات کو دلچسپ بنانا ہوگا۔ اردو کی فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد کی ذمہ داری بھی اساتذہ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ ورکشاپ ایک یادگار ورکشاپ ثابت ہوگا اور ہم اپنے مقاصد کے حصول میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

(پروفیسر عارفہ بشریٰ)

○○○